سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن۔ لکھنؤ ۵۴۲

# آئینۂ علیؑ

از

عالیجناب مولانا شاہ سید علی سجاد صاحب قبلہ سجادہ نشین
خانقاہ ابوالعلائیہ۔ داناپور ضلع پٹنہ۔ بہار

قیمت ساٹھ پیسے

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ ۵۴۲

# آئینۂ علیؑ

از

عالیجناب مولانا شاہ ظفر سجاد صاحب قبلہ دام ظلہ
سجادہ نشین خانقاہ ابو العلائیہ دانا پور ضلع پٹنہ۔ بہار

مطبوعہ
سرفراز قومی پریس لکھنؤ

قیمت :۔ ستر پیسے

# تعارف

جناب شاہ صاحب قبلہ کے اس سے قبل بھی ہم متعدد رسائل شائع کر چکے ہیں اور ہماری استدعا پر موصوف نے امسال ہم کو یہ گراں قدر مقالہ مرحمت فرمایا ہے جس کو ہم امسال اپنے لٹریچر میں بصورت رسالہ شایع کر رہے ہیں۔

یقین ہے کہ افراد ملت اس رسالہ کی بھی کثیر سے کثیر تعداد برادران وطن میں مفت تقسیم فرما کر عند اللہ و عند الرسولؐ ماجور ہوں گے۔

الداعی الی الخیر
سید ابن حسین نقوی عفی عنہ
آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ ۳

نوروز محرام ۱۳۸۸ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ

# عرض حال

کتاب تذکرۃ الابرار اور آل اطہارؓ و اہلبیتؑ اخیار کی تالیف کے بعد میرے دل میں خود بخود یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ایک کتاب حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے مناقب و فضائل میں لکھوں جس میں آپ کے صحیح حالات زندگی بھی ہوں جو ہمارے لیے مشعل راہ ہدایت کا باعث ہو حضرات۔ یہ بڑی مشکل کا کام تھا۔ کیونکہ آپ کے حالات زندگی لکھنا گویا آفتاب کو چراغ دکھانا تھا۔ کون سی خوبی تھی اور کون سا کمال تھا جو آپ کی ذات قدسی صفات میں موجود نہ ہو۔ فصاحت، بلاغت، دیانت، امانت، صداقت، عدالت، شجاعت، سخاوت، کرامت، زہد، تقویٰ، حلم، تواضع، علم، سب میں آپ شہرہ آفاق تھے۔ آپ کی ذات گرامی ان تمام صفات کی حامل تھی۔ صحابہ کرام میں آپ کی ذات افضل ترین تھی جن کو اللہ کے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدۃ النسا حضرت بی بی فاطمہؑ کے عقد نکاح کے بعد ان الفاظ میں ظاہر فرمادیا کہ "اے فاطمہؑ کیا تو خوش نہیں اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا تمام روئے زمین سے تیرے باپ کو اور تیرے شوہر کو۔ سبحان اللہ۔ کسی شاعر نے

آپ کی شان میں واللہ کیا خوب کہا ہے ؎

امانت ناز کرتی ہے صداقت ناز کرتی ہے
شجاعت ناز کرتی ہے عبادت ناز کرتی ہے
امانت کیا صداقت کیا شجاعت کیا عبادت کیا
علیؑ وہ ہیں کہ جن پر خود رسالت خود ناز کرتی ہے

الغرض اسے خدا کی رحمت سمجھئے اور بالفاظ دیگر حضرت علی مشکل کشاؑ کی ادنیٰ کرامت کہیے کہ مجھ جیسا ضعیف انسان جو عرصہ سے گوناگوں حوادثات کا شکار رہے اور ذہنی انکار میں مبتلا ہے۔ اس کوشش میں مصروف رہا اور مورخوں و محدثوں کی کتابوں کا مطالعہ کر کے آپ کے سوانح حیات وفضائل ومناقب جمع کرتا رہا جو الحمدللہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گئی ؎

لِلّٰہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست　　آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

بتقاضائے بشریت مجھے بھی اپنی غلطی کا احساس ہے لہذا قارئین کرام سے مودبانہ التماس ہے کہ جو اغلاط واسقام انہیں اس کتاب میں نظر آئیں ان سے مجھے مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

راقم ظفر سجاد ابوالعلائی
ربیع الآخر ۱۳۸۲ھ　　دانا پور۔ خانقاہ ابوالعلائیہ
ضلع پٹنہ۔ بہار

# پیدائش اور تربیت

آپ کی پیدائش نور سے ہے اور یہ نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کا ایک حصہ ہے اس کے متعلق چند حدیثیں وارد ہیں جو بطور اختصار سپرد قرطاس کی جاتی ہیں عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت انا وعلی نورا بین یدہ اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم باربعۃ الاف عام (اخرجہ احمد فی المناقب وعبد اللہ بن احمد بن حنبل والخوارزمی وابن عساکر والحموینی ومحب الطبری وابن المغازی عنہ وابن ابی ذر غفاری) ترجمہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اور علیؑ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور تھے۔ حضرت امام احمد حنبل۔ ان کے بیٹے عبد اللہ۔ اخطب۔ خوارزم۔ ابن عساکر حموینی اور محب طبری نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے اور ابن المغازی نے حضرت سلمان حضرت ابوذر غفاری سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

فردوس الاخبار میں دیلمی نے اسی حدیث کو حضرت سلمان سے اس طرح پر روایت کیا ہے خلقت انا وعلی من نور واحد قبل ان یخلق آدم باربعۃ الاف عام فلما خلق اللہ آدم رکب ذلک النور فی صلبہ فلم نزل فی شیء واحد حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوۃ

وفی علی الخلافۃ" ترجمہ۔ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اور علی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے ایک ہی نور سے پیدا ہوئے اور جب اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس نور کو پشت آدم علیہ السلام میں ملا دیا۔ اور ہم ایک جگہ باہم اکٹھے رہتے چلے آئے ہیں یہاں تک کہ عبدالمطلب کی پشت میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے پس مجھ میں نبوت ہے اور علیؑ میں خلافت ہے۔ راقم ظفر سجاد عرض کرتا ہے کہ غالباً اس حدیث کا کہ علیؑ منی وانا منہ[1] اسی نور کی طرف اشارہ ہے ؎

فصلی اللہ علی نورے کزو شد نور ہا پیدا
زمین از بہر او ساکن فلک در عشق او شیدا

الغرض تیرھویں رجب روز جمعہ کو آپ عالم ارواح سے عالم آب و گل میں جلوہ فرما ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے واقعہ اصحاب فیل کو تیس سال گذر چکے تھے۔ ائمہ حدیث کی تحقیق ہے کہ آپ کا تولد کعبہ[2] میں ہوا ہے بجز آپ کے اور کسی کو یہ شرف نصیب نہ ہوا جیسا کہ حاکم نے روایت کی ہے۔ لم یولد قبلہ ولا بعدہ فی الکعبۃ۔ نہ پیدا ہوا قبل اُن کے اور نہ بعد اُن کے کعبہ میں کوئی۔ کسی عرب کے شاعر نے آپ کی پیدائش میں کیا خوب شعر کہا ہے[3] ؎

---

[1] یعنی علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔

[2] از تفریح الاذکیا۔ ج دوم۔ صفحہ ۳۸۳

[3] از اسد اللہ صفحہ ۲۰ مصنف مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ امریکہ۔ عالم پریس لاہور

ولدتہ فی الحرم المعظم امہ طابت وطاب ولیدھا والمولد

یعنی جناب کو ان کی ماں نے حرم محترم میں جنا کہ اور پاکیزہ ہے وہ ماں اور پاک ہے وہ بیٹا

اس وقت آپ کے والد ماجد ابو طالب سفر میں تھے۔ آپ کی والدۂ ماجدہ نے اسد نام رکھا، اس معنی پر آپ کو حیدر کہتے ہیں بعض کتابوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی پیدائش کا حال سن کر تشریف لائے اور اپنے چچا ابو طالب کو مبارکباد دے کر مولود مسعود کو غسل دیا اور علیؑ نام رکھا۔ پھر آپ نے اپنا لعاب دہن حضرت علیؑ کے منہ میں ڈالا جس کو چوستے ہی آپ سو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نہایت پیار کرتے تھے۔ بسا اوقات اپنی زبان مبارک کو آپ کے منہ میں ڈال دیتے جس کو آپ چوستے رہتے۔ اکثر آپ کو خود نہلاتے کپڑے پہناتے آپ کی گہوارہ جنبانی کرتے رہتے، جوں جوں آپ کی عمر بڑھتی جاتی تھی طاقت اور توانائی میں غیر معمولی طور پر حیرت انگیز زیادتی ہوتی جاتی تھی اور باتوں میں لطافت اور پاکیزگی ظاہر ہوتی تھی ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی می تافت ستارۂ بلندی

جب آپ پانچ سال کے ہوئے تو ابو طالب کے حکم سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل رحمت میں رہنے لگے آپ ہر حال میں نگراں اور خبر گیر تھے اور یہ بھی ایک لمحہ آپ سے جدا ہونا پسند نہ کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہایت پیار اور محبت

---

لہ از اسد اللہ صفحہ ۲۰

دیکھتے تھے۔ یہاں تک حالت پہونچی کہ [1]

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

## عہدِ طفلی اور اسلام لانا

جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوّت مرحمت ہوا ہے اس وقت آپ کی عمر دس سال کی تھی۔ رسالت کے اول ہی دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل نے نماز اور وضو کی تعلیم فرمادی تھی لہذا حضورؐ اسی وقت سے خاص خانہ کعبہ کے سامنے جاکر نماز ادا فرمانے لگے اور حضرت علیؑ بھی معیت میں ہوتے تھے۔ اسکی ایک تصویر حدیث میں حضرت ابن سعدؒ نے کھینچی ہے۔ جو حضرت عفیف کندی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں جاہلیت کے زمانہ میں تجارت کیا کرتا تھا حج کے زمانہ میں میرا مکہ آنا ہوا تو عباس بن عبدالمطلب کے یہاں ٹھہرا۔ حج کا موسم تھا۔ میری نگاہ کعبہ کی طرف تھی۔ ناگہاں ایک جوان سامنے آیا اپنا سر آسمان کی جانب اٹھاکر اوپر کو دیکھا پھر کعبہ کی طرف رخ کرکے کھڑا ہوگیا۔ تھوڑی دیر میں اس کی داہنی طرف ایک لڑکا آکر کھڑا ہوگیا۔ اور اس کے بعد ایک عورت آئی اور ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگئی

---

[1] از پیشوا دہلی ماہ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ صفحہ ۶۰ مضمون از طرف علامہ عبداللہ رشید بمبئی خطیب جامع مسجد رنگون۔

اس جوان نے رکوع کیا تو یہ دونوں بھی رکوع میں چلے گئے۔ اس نے سر اٹھایا تو ان دونوں نے بھی اس کے ساتھ سر اٹھا لیا اس نے سجدہ کیا تو ان دونوں نے بھی زمین پر سر رکھ دیا میں نے یہ دیکھ کر عباس سے جو اس وقت میرے ساتھ تھے کہا۔

عفیف کندی :۔ عباس میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میں کوئی نیا انقلاب ہونے والا ہے۔ یہ جوان کون ہے؟

عباس :۔ یہ جوان محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں اور میرے بھتیجے ہوتے ہیں۔

عفیف کندی :۔ یہ لڑکا اور عورت کون ہے؟

عباس :۔ یہ لڑکا علی بن ابوطالبؑ ہے اور یہ عورت میرے بھتیجے محمدؐ کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے۔ ان کا خیال ہے کہ خدا نے انھیں اس مذہب کی تعلیم دی ہے اور محمدؐ کہتے ہیں کہ خدا نے انھیں اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے رسولؐ بنا کر بھیجا ہے۔ انھیں یقین ہے کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کے وہ مالک بن جائیں گے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے ان تینوں کے سوا اس عقیدہ اور دین کا ماننے والا چوتھا شخص نہیں ہے۔

حضرت عفیف کندی جب اسلام لائے تو حسرت کے ساتھ کہا کرتے "کاش میں اسی وقت ایمان لے آتا۔ تو چوتھا ان میں کا میں ہوتا۔"

حضرت علیؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ صلیت مع النبی قبل الناس۔ ترجم

نماز پڑھتا تھا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبل لوگوں کے۔ آپ کا یہ فرمانا اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ بالکل ابتدائی اسلام میں حضرت علیؑ خاص حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کعبہ میں نماز ادا فرماتے تھے۔

اسی طرح دن پر دن گذرتے گئے اور آپ کی تعلیم ظاہری و باطنی صحبت رسالت میں ہوتی رہی۔ اب اسلام کی دعوت بھی عام ہو چکی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے علانیہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا شروع کر دیا تھا۔ کفار و مشرکین سے صاف صاف کہہ دیا گیا کہ تم اور تمھارے یہ معبود جن کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو جہنم کا ایندھن ہیں۔ اس آوازِ حق نے تمام مکہ میں اک آگ سی لگا دی۔ کفار مکہ کے دلوں اور دماغوں میں آپ کے خلاف نفرت و عداوت کی آگ سلگ اٹھی۔ اور وہ آپ کی مخالفت اور ایذا رسانی کے لئے پوری قہرمانی طاقتوں کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر تو کون سی اذیت و تکلیف ہے جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دی گئی۔ اور کون سا ظلم و ستم ہے جو آپ پر اور غریب مسلمانوں پر نہ توڑا گیا یہاں تک کہ مسلمانوں کو مکہ سے ہجرت کا حکم دیا گیا۔ نبوت کے تیرھویں سال ہجرت کا عام حکم ہوا۔ پے درپے مدینہ کی طرف ہجرت ہونے لگی۔ صرف چند غریب اور کمزور مسلمان رہ گئے جو ہجرت کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ قریش نے جو سنا کہ تمام مسلمان مکہ سے مدینہ کی طرف چلے گئے اور ان کا مستقبل مدینہ میں شاندار نظر آتا ہے تو ان کو اور زیادہ فکر ہوئی۔ سب نے دارالندوہ میں جمع ہو کر مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے

باہم مشورہ سے یہ بات طے پائی کہ آج ہی رات میں آپ کو قتل کر دیا جائے۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعۂ وحی ہجرت کا حکم دیدیا اور حضرت جبرئیل نے ان واقعات سے مطلع کر دیا، اور یہ بھی عرض کر دیا کہ آج کی رات اپنے بستر مبارک پر حضرت علیؑ کو سُلائیں۔ آپ نے مطابق وحی کے حضرت علیؑ کو اپنی ردائے مبارک جو سبز تھی دے کر فرمایا کہ تم اس کو اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہنا کفّار مکہ تم کو کچھ اذیّت نہ پہونچا سکیں گے اور تم اسباب امانت جن لوگوں کے میرے پاس رکھے ہیں وہ ان لوگوں کے سپرد کر کے مدینہ چلے آنا۔ یہ واقعہ نبوّت کے چودھویں سال ۲۷ صفر کا ہے۔ چنانچہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرت علی مرتضیٰؑ کی جاں نثاری اور سرفروشی کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ اسی کے بعد یہ آیت نازل ہوئی وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَہُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ۔ ترجمہ۔ اور بعض آدمی بیچتے ہیں اپنی جان خدا کی رضامندی کی تلاش میں اور اللہ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر۔ اشرف التواریخ (جلد دوم) میں ہے کہ اس آیت کو مفسرین نے آپ ہی کی شان میں سمجھا ہے۔ مصنف اسد اللہ بھی یہی لکھتے ہیں کہ اس آیت کے شان نزول حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ القصّہ کفار مکہ علی الصباح مسلح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت سرا میں داخل ہوئے تو ایک شخص کو سبز چادر اوڑھے ہوئے سوتا پایا۔ جب اُٹھانے گئے تو کہنے لگے کہ یہ تو علی ابن ابی طالب ہیں۔ دشمنان اسلام غیض میں بھرے ہوئے شمشیر بکف حضرت علیؑ سے پوچھنے لگے کہ بتاؤ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں۔ آپ نے لاعلمی ظاہر کی۔ حضرت علیؑ نے وہ سب امانتیں جوں کی توں جن کی تھیں ان کو پہونچا دیں پھر خود مکّہ سے روانہ ہو کر مدینہ کے محلہ قبا میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے تیسرے دن مل گئے۔

## کنیّت اور لقب

نبیؐ کا پیار تم پر ہے وہ محبوب خدا تم ہو سراپا جلوۂ حسن ازل یا مرتضیٰؑ تم ہو

کنیت آپ کی ابو تراب ہے جیسا کہ بخاری شریف اور مسلم شریف سے ظاہر ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ خاتونؑ جنت کے کاشانۂ محبت میں جلوہ افروز ہوئے حضرت علیؑ کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مسجد میں سوتے ہیں۔ آنحضرت وہاں تشریف لائے دیکھا کہ مسجد میں حضرت علیؑ یوں ہی خاک پر بغیر بستر کے آرام کر رہے ہیں۔ چادر گری ہوئی ہے اور جسم مبارک پر خاک ہے۔ آپ نے نہایت محبت اور شفقت سے فرمایا قُم یَا اَبَا تُراب۔ اسی دن سے آپ کی یہ کنیت پڑ گئی حضرت علی کرم اللہ وجہٗ جس قدر اس کنیت سے خوش ہوتے تھے اتنا اور لقب سے نہیں۔ جس طرح آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی کے لقب سے مسرور ہوتے تھے اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ مرتبہ کمال عبودیت کا ہے اور عبودیت میں جس قدر کمال ہوتا ہے اسی قدر تجلّیات الٰہی کا اس میں ظہور کامل ہوتا ہے۔ پس ابو تراب بھی اصل فنا ہوا اور حضرت سیدنا

علی اصل و مرجع منتہائے سلاسل فقرا و اولیاء ہیں۔ شیخ محمد بکری فرماتے ہیں سبحان اللہ۔ کہ۔ آدم من التراب۔ و علیؓ ابو التراب۔ ہیں۔ اور لقب آپ کا ابوالحسن، امین، شریف، ہادی، و مہدی بھی ہے۔ سب سے اشہر و اعرف لقب آپ کا مرتضیٰ ہے۔ جس کے لغوی معنی پسندیدہ کے ہیں۔ ایک[1] روایت میں اس طرح آیا ہے کہ بعد ہجرت حضرت جبرئیل نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے سیدۃ النساء بی بی فاطمہؓ کے لئے حضرت علیؓ کو پسند کر لیا ہے۔ اسی دن سے آپ کا لقب مرتضیٰؓ مشہور ہو گیا۔ کفایت الطالب میں ابن یوسف اور خوارزمی لکھتے ہیں۔

عن[2] علی خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم نمشی فی طرقات المدینۃ اذ مررنا بنخل من نخلہا فصاحت نخلۃ باخری ہذا النبی المصطفیٰ وہذا علی المرتضیٰ ثم جزناها فصاحت ثانیۃ لثالثۃ ہذا موسیٰ واخوہ ہارون۔ ترجمہ:۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے بعض راستوں میں جا رہا تھا کہ نخلستان میں سے گزرے۔ ایک نخل نے دوسرے نخل سے پکار کر کہا کہ یہ نبی مصطفیٰؐ ہیں اور یہ علی مرتضیٰؓ ہیں۔ ہم آگے نکل گئے تو پھر ایک دوسرا نخل تیسرے سے کہنے لگا کہ یہ موسیٰ ہیں اور یہ ان کے بھائی

---

[1] از اسد اللہ صفحہ ۲۷

[2] از اسد اللہ صفحہ ۲۷

ہارون ہیں۔

اسد اللہ بھی آپ کا لقب خاص و عام میں مشہور ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثل قوت و طاقت عطا کی تھی اور اپنی شجاعت و بہادری میں جواب نہ رکھتے تھے۔ اس لیے یہ لقب آپ کا مشہور رہا۔ اور ایک روایت میں ہے غزوۂ خیبر میں قلعۂ سلالم یا قموص حضرت علیؓ کے ہاتھ سے فتح ہوا تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اسد اللہ کے لقب سے مخاطب فرمایا۔ اس غزوہ کی تفصیل بخاری اور مسلم میں ہے کہ سات قلعوں میں سے ایک قلعہ فتح ہونے سے باقی رہ گیا تھا ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل علم اس شخص کو عنایت کروں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اسی کے ہاتھ سے فتح کرا دے گا۔ حضرت بریدہ بن الحصیب کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص یہ توقع رکھتا تھا کہ یہ سعادت مجھ کو ملے گی۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے فرمایا کہ میں امارت کو دوست نہیں رکھتا۔ مگر آج دوست رکھتا ہوں۔ علی الصباح تمام اصحاب آنحضرتؐ کے خیمہ پر جمع ہوئے۔ آپ نے دریافت کیا علی بن ابی طالبؓ کہاں ہیں۔ عرض کیا گیا کہ وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ نے ان کو طلب فرمایا اور ان کا سر اپنی گود میں رکھا اور اپنے دہن مبارک کا لعاب ہاتھ میں لیکر حضرت علیؑ کی آنکھوں میں ملا اس کی برکت سے آشوب چشم جاتا رہا اور آنکھیں تندرست ہو گئیں۔ پھر آپؐ نے علم حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دیا اور

فرمایا کہ جاؤ قلعہ پر حملہ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں فتح و نصرت فرمائے گا چنانچہ آپ نے قلعہ فتح کر لیا حالانکہ یہ قلعہ ناقابل تسخیر تھا (یہاں تک بخاری کی روایت ہے) اور دوسرے[۱] کتب حدیث میں ہے کہ اثنائے جنگ میں آپ نے طاقت یداللّٰہی سے قلعہ کا پھاٹک دیوار سے اکھاڑ کر ہاتھ پر اٹھا لیا اور دور پھینک دیا۔ بعد میں اس پھاٹک کو چالیس آدمیوں نے اٹھانا چاہا تو نہ اٹھا سکے۔ مصنف کتاب اسد اللہ نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ آپ کا لقب امیرالمومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین بھی تھا۔

# تاهل

۲ سنہ ھ میں آپ کا عقد نکاح حضرت سیدۃ النساء بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ہوا اور بعض روایت میں ہے کہ غزوۂ احد کے بعد ہوا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرتؐ کے پاس حاضر تھا دفعۃً آثار وحی بشرہ نورانی پر نمود ہوئے بعد تھوڑے توقف کے فرمایا کہ اس وقت حضرت جبرئیل نے کہا۔ ان اللہ یامرک[۲] ان تزوج فاطمہ من علی۔ پھر آپ نے اکابر مدینہ کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم کیا کہ میں نکاح کر دوں فاطمہؑ کا علی بن ابی طالبؑ سے سو تم لوگ گواہ رہو۔ بعد ایجاب و قبول کے آنحضرت صلی اللہ

---

[۱] تفریح الاذکیا صفحہ ۲۴۴

[۲] از تفریح الاذکیا۔

علیہ وسلم نے فرمایا جمع اللہ شملکما و عنہ جن کما و بارک علیکما واخرج منکما کثیرا طیبا۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ جمع کرے تمھاری پراگندگی کو اور مبارک وباسعادت کرے تمھارے بخت کو اور برکت عطا فرمائے تم دونوں کو اور ظاہر کرے تم دونوں سے اولاد پاکیزہ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بخدا ان دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت ظاہر ہوئی (کذا فی المواہب) صاحب مدارج النبوۃ نے لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکاح پڑھا چکے تو ایک خوان خرما کا بھرا ہوا آپ کے سامنے تھا۔ آپ نے اسے لٹا دیا۔ اسی وجہ سے فقہاء اس فعل کو مستحب سمجھتے ہیں۔

حضرت سیدہؑ کے فضائل کثرت سے ہیں جن کو تحریر میں لانا اس مختصر کتاب میں مشکل ہے صرف چند فضیلتیں لکھنے پر اکتفا کر رہا ہوں جامع ترمذی میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؑ مجھ سے ہے روک دیتی ہے دل میرا وہ چیز جو روک دیتی ہے فاطمہؑ کے دل کو اور کشادہ دل کر دیتی ہے مجھ کو وہ چیز کہ کشادہ دل کر دیتی ہے فاطمہؑ کو۔ اور نسب قطع ہو جائیں گے بروز قیامت سوائے میرے نسب کے۔ اور صواعق محرقہ میں حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن ندا کرے گا ندا کرنے والا عرش کے اندر سے کہ اے اہل محشر جھکا دو اپنے سروں کو اور بند کر لو اپنی آنکھوں کو تا کہ گذر جائیں

فاطمہ بیٹی احضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پُل صراط پر سے گذریں گی فاطمہ ستر ہزار حوروں کے ساتھ مانند گذرنے برق کے۔

بلال بن حمامہ سے مروی ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے ہوئے اور ہنستے ہوئے خوش خوش تشریف لائے اور رخسارہ مبارک اس وقت چاند کی طرح دمک رہا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ یہ نور کیسا ہے؟ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا حضرت باری تعالیٰ سے مجھ کو ایک بشارت ملی ہے اُسی کا یہ نور ہے یعنی میرے بھائی میرے چچا کے بیٹے کے بارے میں اور وہ یہ ہے کہ خدا نے علیؑ کی تزویج فاطمہؑ کے ساتھ کر دی ہے اور رضوان خازن بہشت کو حکم فرمایا اس نے درخت طوبیٰ کو ہلایا اس میں بہت سے رقعے یعنی قبالے بجائے پتوں کے نکل آئے اور اس درخت کے نیچے کتنے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا اور ہر فرشتے کو ایک ایک رقعہ حوالہ ہوا۔ جب قیامت قائم ہو گی وہ فرشتے ندا کریں گے اور کُل محبان اہلبیتؑ کو ایک ایک[1] رقعہ ملے گا۔ اس سے اس شخص کی آگ سے رہائی ہو جائے گی۔ تو میرا ابن عم اور میری بیٹی باعث ہوئی بہت سے زن و مرد کو آگ سے بچانے کا

(رواہ ابوبکر الخوارزمی فی المناقب)

صاحب روضۃ الشہداء نے حضرت سیدۃ النساء بی بی فاطمہؑ کے

---

[1] ارشاد مرشد صفحہ ۲۰۴ و کتاب روضۃ الشہداء۔

متعلق ایک حکایت[1] لکھی ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے، حضرت فاطمہؑ سجدے میں سر رکھے محزون و ملول پڑی ہیں، اور دونوں شاہزادے حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ بھوک سے بے طاقت ہیں۔ آنحضرتؐ نے حضرتِ فاطمہؑ کا سر زمین سے اٹھایا اور تسکین فرمائی اور ارشاد کیا کہ اے فاطمہؑ جاؤ اپنے مطبخ میں دیکھو۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئیں ایک پیالہ ثرید کا تھا اور کچھ پارچہ گوشت پختہ کا اس پر رکھا تھا اور اس سے خوشبو نکل رہی تھی۔ حضرت سیدہؑ نے اس پیالہ کو لاکر آپ کے سامنے رکھدیا۔ آپ نے فرمایا کلُوا باسم اللہِ تعالیٰ۔ سبھوں نے وہ طعام جنّت نوش فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سات روز تک وہ کھانا موجود رہا کم نہ ہوتا تھا۔ ایک روز اُسی کھانے سے ایک پارچہ گوشت کا امام حسنؑ ہاتھ میں لیکر تناول فرماتے ہوئے مکان سے باہر نکل گئے، ایک یہودی نے دیکھا اور پوچھا کہ یہ گوشت آپ کو کہاں سے ملا آپ نے فرمایا عالم غیب سے۔ اس نے طلب کیا چونکہ ایثار و سخاوت آپ کی طبیعت میں تھی آپ نے اُسے دیدیا معاً اس کے ہاتھ سے غائب ہوگیا اور وہ کاسہ بھی عالم بالا میں پہونچ گیا۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس کا اظہار نہ ہوتا تو تا مدّت حیات اہل بیتؑ یہ پیالہ یوں ہی رہتا۔

---

[1] امام نجم الدین عمر نسفی نے بھی اس کو لکھا ہے از مولد فاطمی صفحہ ۳۰۔

راقم ظفر سجاد عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شفقت اور عنایت اہل بیتؑ پر کس قدر رکھتی۔ افسوس ہے کہ ان اہل بیتؑ کو دُنیا طلبوں نے کس ظلم سے بھوکا پیاسا شہید کر ڈالا۔ جن کی مادر محترمہ کا نکاح آسمان پر اس شان سے ہوکہ پروردگار ولی بنے راجیل فرشتہ قاضی بنے صفوف ملائکہ شاہد بنیں، اُن کا فرزند جگر بند کئی روز کا پیاسا آب خنجر سے سیراب کیا جائے۔ بھائی بیٹوں اعوان و انصار کے ساتھ العطش العطش کہتا ہوا ذبح کر دیا جائے۔ دنیا کی تمام امتوں میں جیسی بہتر یہ اُمّت ہے ویسے ہی بعض اشقیا اس امت کے ظالم اور دشمنان خدا بھی تھے اگلی امت والے بھی اپنے اپنے نبی زادوں اور بیٹیوں کی اولاد کی بزرگداشت کرتے رہے لیکن اس امت کے بعض اشقیا رنے تو وہ کام کیا کہ کسی تاریخ میں ایسا جگر سوز واقعہ نظر سے نہیں گذرا۔ حیف اور افسوس ہے کہ مسلمانوں میں آج بھی ایسے کور باطن ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت پر معترض ہیں اور اس کو ہلاکت سے تعبیر کرتے ہیں۔ یا اللہ تو ایسے عقیدوں سے بچائیو اور ان کی محبت میں دُنیا سے اٹھائیو ؎

اے دل بگیر دامنِ سلطان اولیاء   یعنی حسین ابن علیؑ جانِ اولیاء

کتاب مناقب خوارزمی میں ایک طویل روایت حضرت سیّدہ کے عقد نکاح کے متعلق لکھی ہوئی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام بارگاہِ رسالتؐ میں یہ خبر لے کر آئے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی طرف وحی کی ہے کہ آپ کو آراستہ کرے اور حورانِ جنّت کو حکم ہوا ہے کہ

لباس ہائے فاخرہ سے اپنی زینت کریں اور ملائکہ کے واسطے فرمان جاری ہوا کہ سب بیت المعمور کے گرد جمع ہوں اور منبر نوری پہ بیٹھ کر راحیل فرشتہ خطبہ پڑھے۔ چنانچہ راحیل نے اس فصاحت و بلاغت سے خطبہ پڑھا کہ تمام ملائکہ غائت سرور سے بیخود ہو گئے۔ اس وقت راحیل کو حکم پہنچا کہ میرے حبیب محمد مصطفیٰؐ کی دختر فاطمہؑ کا نکاح علیؑ کے ساتھ کر دے پس بحکم الٰہی یہ عقد فاطمہؑ کا سرانجام کو پہونچا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ کیا پاکیزہ اور متبرک نکاح ہے ایسے بابرکت نکاح کا نتیجہ حسنؑ و حسینؑ کیوں نہ ہوں کما قال اللہ۔ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ؎

علیؑ کا بیاہ بھی کیا جگمگا تھا    شبِ معراج جس کا رت جگا تھا

وہ آیات بیّنات جو آپ کی شان میں نازل ہوئی ہیں ؎

آیاتِ محکمات کی تفسیر آپ ہیں    حق کی زبان رسولؐ کی تقریر آپ ہیں

(۱) انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے دور کرے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔ اس کو آیت تطہیر کہتے ہیں۔ یہ اہل بیتؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور اہل بیتؑ میں حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ بھی ہیں۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کو ایک کمبل کے نیچے

رکھا جسے خود آپ اوڑھے ہوئے تھے اور دُعا فرمائی کہ خداوندا یہ سب میرے اہل بیت ہیں۔ پلیدیوں سے ان کو پاک رکھ۔

حضرت عمر بن[1] ابی سلمہ کہتے ہیں کہ آیت تطہیر حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں نازل ہوئی اور میں اسوقت ان ہی کے گھر پر تھا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حسنینؑ اور جناب علیؑ اور سیدۃ النساؑ حضرت فاطمہ کو بلا کر ان پر چادر ڈال دی اور دعا کی کہ۔ اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے نجاست دور کر اور ان کو پاک کر۔ خوب پاک کرنا۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ فداہ ابی وامیؐ میں بھی ان ہی کے ساتھ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنی جگہ پر ہے۔ اور تو بھی نیکی پر ہے۔

مستدرک حاکم میں بسند صحیح حضرت امام حسنؑ کا ایک خطبہ نقل کیا گیا ہے جو حضرت امامؑ نے اکیسویں رمضان ۴۰ھ کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے موقع پر دیا تھا اور آیت تطہیر بھی پڑھ کر سنایا تھا کہ ہم اس خاندان ذی شان سے ہیں جس میں حضرت جبرئیل آمد و رفت رکھتے تھے اور ہم اس گھرانے کے ہیں جس کے گناہوں کو اللہ لے گیا ہے اور ان کو پاک کر دیا ہے خوب پاک کرنا۔ پھر فرمایا[2] وانا من اھل البیت الذی افترض اللہ

---

[1] از اسد اللہ صفحہ ۴۵

[2] از تفریح الاذکیاج دوم صفحہ ۵۱۰

مودتھم علیٰ کلِ مسلم یعنی میں اس گھر کا ہوں جن کی محبت اللہ نے سب مسلمانوں پر فرض کی ہے۔ ترمذی اور ابن ابی شیبہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آیت تطہیر کے نزول کے بعد[1] جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لاتے اور حضرت بی بی فاطمہؑ کے گھر سے گذرتے تو یہ ارشاد فرمایا کرتے الصلوٰۃ یا اھلَ البیتِ ویطھرکم تطھیرا۔

(۲) آیت۔ فقل تعالوا ندع ابنائنا وابناکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ترجمہ۔ جو کوئی آپ سے جھگڑے اس قرآن میں بعد اس کے کہ آیا ہے آپ کے پاس علم پس فرما دیجئے کہ آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور اپنے کو اور تم بھی بلاؤ اپنے بیٹوں اور عورتوں اور اپنی جان کو پھر ہم بد دعا کریں پس گردانیں ہم لعنت خدا کی جھوٹوں پر۔

اس آیت کا نام آیت مباہلہ ہے۔ یہ اس وقت نازل ہوئی تھی جب نجران کے نصاریٰ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوّت کے متعلق جھگڑا کیا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ کو ہمراہ لے کر مباہلہ کے لئے نکلے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ[2] اس آیت کی شان نزول بیان کرتے

---

[1] از تفریح الاذکیا۔

[2] از اسد الغابہ صفحہ ۲۶

ہوئے کہتے ہیں کہ انفسنا سے مراد خود حضرت سرور کائناتؐ اور حضرت علیؑ ہیں۔ ابنائنا سے مقصد حضرات حسنینؑ ہیں اور نسائنا سے مطلب حضرت سیدۃ النساء بی بی فاطمہؑ ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آیت مباہلہ کی شان نزول بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب نصاریٰ آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو کہنے لگے حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں کیونکہ ان کا کوئی باپ نہیں ہے، وہ مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے اندھے اور کوڑھیوں کو شفا دیا کرتے تھے۔ مٹی کے جانور بنایا کرتے تھے۔ غیب کی خبریں دیتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خدا کے بندے اور اس کا پاک کلمہ تھے۔ جو حضرت مریمؑ کی طرف القا کئے گئے تھے۔ اس جواب پر نصاریٰ غصہ میں آ کر کہنے لگے کہ ہم نہیں مانتے جب تک آپ یہ اقرار نہ کریں کہ حضرت عیسیٰؑ خدا تھے (نعوذ باللہ) ناگہاں حضرت جبرئیل امین آیت مباہلہ لیکر حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن نصاریٰ کو پڑھ کر سنایا، اُنھوں نے مباہلہ کے باب میں کہا کہ کل آئیں گے اور اس کے متعلق جو کچھ ہوگا کہیں گے دوسرے دن نصاریٰ حضور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے۔ آپؐ حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ و حضرت حسنینؑ کو لیکر مباہلہ کے لئے نکلے۔[ل] آپؐ نے چاروں بزرگوار سے فرمایا کہ تم میری دعا کے ساتھ آمین کہنا۔ نصاریٰ پنج تن پاک کی نورانی صورتیں دیکھ کر گھبرائے اور ابوالحارث بن علقمہ

---

ل؎ از شرف التواریخ ج ۳ صفحہ ۷ مصنف حضرت اکبر دانا پوری واز تفریح الاذکیا۔

نے کہا کہ یہ ایسے لوگ نظر پڑتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ شانہٗ سے پہاڑ کے ٹل جانے کی دعا مانگیں تو پہاڑ ٹل جائے۔ اس لئے ان سے ہرگز مباہلہ نہ کرنا چنانچہ اُن لوگوں نے مباہلہ نہ کیا اور اطاعت اختیار کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ مباہلہ کرتے تو سب کی صورتیں مسخ ہو جاتیں اور جنگل اُن پر آگ برساتا۔ اِن اللّٰہَ علیٰ کُلِّ شیٔ قدیر۔

**مباہلہ** کہتے ہیں کہ دو شخص جو آپس میں نزاع رکھتے ہیں یکجا ہو کر بمبالغہ تمام اللہ تعالیٰ کے حضور میں دُعا کریں جو باطل پر ہو اُس پر خدائے تعالیٰ کی لعنت نازل ہو اور اللہ تعالیٰ اُسے تباہ و برباد کر دے اور زیادہ مبالغہ کی صورت یہ ہے کہ طرفین اپنی اولاد کو اور اپنی عورتوں کو محل مباہلہ میں حاضر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ایسے ہی مباہلہ کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ اے اللہ یہ میرے اہل بیتؑ ہیں۔ (صحیح مسلم)

تفریح الاذکیا نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید عباسی نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے کہا کہ تم کس طرح کہتے ہو کہ ہم اولاد و ذریت رسول اللہ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اے ہارون تو جانتا ہے کہ مباہلہ کے وقت سوائے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ کسی کو حضرت نے نہیں

لے صفحہ ۵۶۳

بلایا۔ پس اسی آیت سے حسنین علیہما السّلام اولادِ رسولؐ اللہ ہوئے اور میں اولادِ رسولؐ اللہ سے ہوں۔ اس جواب پر ہارون رشید ساکت ہو گیا۔

(۳) آیت۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سوا نہیں کہ تو ڈرانے والا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے ایک راہ دکھانے والا ہے۔

ابن عباسؓ[1] اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں اور (حضرت) علیؑ راہ دکھانے والے ہیں۔ پھر آنحضرتؐ نے علیؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اے علیؑ ہدایت پانے والے تجھ سے ہدایت حاصل کریں گے۔

دوسری حدیث اس آیت کی تفسیر میں جو حضرت جابر کی ہے۔ وہ روایت[2] کرتے ہیں کہ جب آیت اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینۂ مبارک پر جو عرفانِ الٰہی کا خزینہ تھا ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں۔ پھر حضرت علیؑ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہدایت پانے والے تجھ سے ہدایت پائیں گے۔ کیونکہ تو ہادی یعنی راہ دکھانے والا ہے۔

(۴) آیت۔ فَاِنَّ اللہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (سورۂ مریم)

---

[1] ازاسد اللہ صفحہ ۴۸

[2] ازاسد اللہ صفحہ ۴۸

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ صالح المومنین سے مراد علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ دوسری حدیث اس تفسیر میں اسماء بنت عمیس کی ہے[۱] وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس آیت فان اللہ ھو مولاہ میں صالح المومنین سے حضرت علیؑ مراد ہیں۔

(۵) آیت۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (سورۂ حٰم) ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ میں تم سے اس ہدایت کے عوض میں کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر یہ کہ قرابت والوں کی محبت رہے۔

حضرت ابن[۲] عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مودّت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ جن لوگوں کی محبت کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم کیا ہے وہ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ علیؑ، اور ان کے بیٹے حسنؑ و حسینؑ اور ان کی بیوی فاطمہؑ ہیں۔ طبرانی حضرت[۳] امام زین العابدین سے روایت کرتے ہیں کہ جب واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام زین العابدینؑ کو اسیر کرکے دمشق لے چلے تو ایک شخص نے اخلاف شام سے اثناء راہ میں کہا کہ اللہ نے تم لوگوں کے قتل ہو جانے سے فتنہ کو دفع کیا۔ امامؑ نے فرمایا کہ تو نے پڑھا ہے؟ قل لا اسئلکم علیہ اجرا۔ الخ۔ اس نے کہا کہ کیا اس آیت قربیٰ سے مراد تم لوگ ہو؟ امامؑ نے فرمایا ہاں۔

---

[۱] از اسد اللہ صفحہ ۴۸

[۲] از چراغ کعبہ مصنف حضرت اکبر دانا پوری صفحہ ۷ و از اسد اللہ صفحہ ۴۹

[۳] از تفریح الاذکیا صفحہ ۱۷۵

تفسیر مدارک و بیضاوی و ثعلبی و کشاف میں ہے کہ جب آیت[1] قل لا اسئلکم۔ الخ نازل ہوئی تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلعم آپ کی قرابت سے کون ہیں جن کی محبت کو اللہ نے ہم پر فرض کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ علیؑ ہیں، فاطمہؑ ہیں، حسنؑ ہیں، حسینؑ ہیں، روایت کیا اس کو حضرت ابن عباس اور احمد اور ابن حاتم اور طبرانی اور حاکم نے اور صحیح کیا ہے ؎

پایا ہے ازل سے یہ شرف آل عبا نے ناداروں کو ملتے ہیں اسی در سے خزانے

اس آیت میں ایک نکتہ ہے کہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پاک میں لفظ مودت ارشاد کیا ہے نہ لفظ محبت۔ اس لئے کہ مودت وہ محبت ہے جو عظمت کے ساتھ ہوتی ہے، لہذا اس آیت سے حضرات ممدوحین کی محبت ساتھ ان کی عظمت اور بڑائی کے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت قریبہ کی وجہ سے ان کو حاصل ہے ہر مسلمان پر فرض ہوتی ہے۔

سبحان اللہ و بحمدہٖ۔ خوب کہا ہے کسی کہنے والے نے ؎

علیؑ را قدر پیغمبرؐ بداند کہ ہر کس خویش را بہتر بداند

اس میں کسی طرح کا شک نہیں کہ جملہ اہل طریقت و شریعت کا مرجع آپ ہی کی ذات پاک تک ہے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات طیبہ میں اہل بیتؑ

---

[1] ازدہ مجالس مصنف مولانا محمد ہادی علی خاں سنی المذہب۔ مطبع انصاری فرنگی محل لکھنؤ ۱۹۱۳ء

کی محبّت پر شدّت کے ساتھ تبلیغ فرماتے رہے۔ اس میں بڑی مصلحت پوشیدہ تھی۔ وہ یہ کہ نبی مرسلؐ پر احکام خداوندی کا اُمّت پر مبالغہ کے ساتھ پہنچانا فرض ہے کَمَا قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ۔ ترجمہ۔ اے رسولؐ اللہ پہونچا دیجئے مبالغہ کے ساتھ جو کچھ ہم نے آپ پر اُتارا ہے۔ یہاں پر مبالغہ سے مطلب ہے بار بار کہتے جایئے۔ بَلِّغْ باب تفعیل سے ہے۔ جس کے خواص سے مبالغہ ہے۔ لہٰذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام خداوندی کے پہونچانے میں مبالغہ ضرور چاہیئے۔ یہی سبب ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثوں میں بھی شدّت کے ساتھ محبت اہل بیتؐ میں تاکید فرمائی۔ کسی حدیث میں بالاِجمال فرمایا۔ کسی حدیث میں صراحتاً تخصیص نام کے ساتھ فرمایا۔ کسی حدیث میں جزا مودّت و محبّت ان ممدوحین کی ارشاد کی۔ اور کسی جگہ سزا ان حضرات کے عداوت کی بیان فرمادی۔ اور یہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال رحمت ہے عاصیان اُمّت پر۔ چونکہ آپؐ ہمارے ترقی مدارج پر حریص ہیں اُمّت پر رؤف و رحیم ہیں۔ لہٰذا جو امر باعث مغفرت و سبب فلاح کا ہے وہ بھی صاف صاف ہم سے فرمادیا اور جو فعل سبب عذاب و جہنّم کا ہے وہ بھی واضح طور پر بیان فرماکر ہم کو ان تمام خبردار کردیا۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَلْبَابِ۔

نص اور احادیث کے روشن دلائل کے باوجود بھی اگر کسی کی

سمجھ میں اہل بیتؑ کی عظمت نہ آئی اور جنگ صفین و کربلا کا خونی معرکہ قائم کر کے اہل بیتؑ کے مذہبی وقار اور ان کے مناقب کو امت کے دلوں سے ختم کرنا چاہا تو یہ اس کی صریح گمراہی ہے اور اس کے فہم و ادراک کی نارسائی ہے ؎

نافہمی اپنی پردہ ہے دیدار کے لئے    ورنہ کوئی حجاب نہیں یار کے لئے

دشمنان اہل بیتؑ کو ان معرکوں پر بھی صبر نہ آیا تو زبان لعن وطعن کی اہل بیتؑ پر دراز کی۔ چنانچہ دمشق کے ایوان خلافت سے ان کے متعلق باقاعدہ[1] احکام عمال ملک کے نام جاری کیے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خطبۂ جمعہ میں سارے ممالک اسلامیہ میں حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ پر لعنت پڑھی جانے لگی۔ چنانچہ[2] ایک مدت تک بنو امیہ کے سلاطین میں یہ بدعت جاری رہی کہ وہ لوگ حضرت علیؑ پر لعنت کرتے تھے اور حضرات حسنینؑ کو گالیاں دیتے تھے۔ یہ طریقہ سب سے پہلے حضرت معاویہ نے جاری کیا تھا۔ لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دورِ خلافت میں اس مذموم طریقہ کو بند کر دیا۔

ابن تیمیہ لکھتے ہیں صحیح مسلم میں حضرت سعد بن وقاص سے مروی ہے کہ امیر معاویہ نے انھیں حکم دیا تھا کہ وہ حضرت علیؑ کی مذمت کریں

---

[1] از العقد الفرید ج ۲۔ صفحہ ۳۰۰

[2] از الحسین ج ۲ صفحہ ۲۱۵ مصنفہ علی جلال حسینی مصری مترجم محمد ایوب عثمانی۔

لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔[1]

مکہ کا امیر خالد بن عبد اللہ قسری اپنے خطبہ میں حضرت علیؑ، حضرت حسن، حضرت حسینؑ پر لعنت کرتا تھا چنانچہ عبید اللہ بن کثیر سہمی کے اشعار اسی بدگو کے جواب میں کیا خوب ہیں[2]

لعن اللّٰہ من یسبّ علیًّا وحسینًا من سوقۃٍ وامامٍ

ترجمہ۔ جو امیر یا رعیت حضرت علیؑ و حضرت حسینؑ کی مذمت کرے اس پر خدا کی لعنت۔

أیسبّ المطھّرون جدودًا والکرام الاٰباء والاعمام

ترجمہ۔ کیا ایسے لوگوں کی بھی مذمت کی جا سکتی ہے جن کے باپ دادا چچا اور خاندان کے کل لوگ پاک اور بزرگ ہوں۔

یامن الطیر والحمام ولا یامن آل الرسول عند المقام

ترجمہ۔ جس مقام ابراہیم کے نزدیک چرند و پرند تک کو امن حاصل ہو۔ کیا اس جگہ اولاد رسولؐ کو امن نہیں مل سکتا تھا۔؟

---

(۶) آیت۔ ویطعمون الطعام علیٰ حبّہ مسکینًا ویتیمًا واسیرًا (سورہ دہر) ترجمہ۔ کھانا کھلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو۔

حضرت ابن عباسؓ اس آیت شریف کا شان نزول اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرات حسنینؑ بیمار ہو گئے۔ سیدۃ النسا حضرت

---

[1] الحسین ج ۲ صفحہ ۲۱۵، ۲۱۶

[2] الحسین ج ۲ صفحہ ۲۱۶

بی بی فاطمہؑ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آپ کی کنیز فضہؓ نے تین تین روزے رکھنے کی منت مانی جب حسنین علیہما السلام صحت یاب ہوگئے۔ سب نے اپنی منت کے روزے رکھنے شروع کئے۔ پہلے ہی دن جب افطار کا وقت ہوا تو ایک مسکین نے آکر صدادی کہ اے آل محمدؐ میں ایک مسکین بھوکا ہوں اللہ کے نام پر مجھے کھلاؤ سائل کے سوال کا سننا تھا کہ ہر ایک نے اپنے اپنے حصہؓ کا کھانا اٹھا کر سائل کو دے دیا اور پانی سے افطار کر کے سو رہے۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھا اس دن گھر میں ایک دانہ بھی موجود نہ تھا ایک یہودی سے جو قرض لیا گیا تھا خاتون جنت نے اس کو پیس کر روٹیاں پکائیں۔ ہنوز افطار کا وقت نہیں ہوا تھا کہ ایک سائل نے صدادی کہ اے آل محمدؐ میں ایک یتیم بھوکا ہوں کچھ اللہ کے نام پر دو۔ اس صدا کے سنتے ہی سارا کھانا اللہ کے نام پر اس یتیم سائل کو دے دیا اور پانی سے افطار کر کے سو گئے۔ تیسرے دن پھر روزہ رکھا اور پھر افطار کے وقت ایک قیدی نے سوال کیا جس کو سن کر سب کھانا بخش دیا اور پانی سے افطار کر کے سو گئے۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل تشریف لائے اور گذشتہ تین دن کا ماجرا سنایا اور یہ آیت پڑھی ؎

جز صفائی نہیں اہل صفا کے گھر میں — فقر و فاقہ رہا محبوب خداؐ کے گھر میں

حضرت جد امجد حاجی سید شاہ محمد اکبر داناپوری اپنی تصنیف میں بحوالہ اپنے پیر و مرشد مولانا محمد قاسم داناپوری کے ارشاد فرماتے

ہیں کہ پوری سورۂ دہر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اس میں جنت کی خاص خاص نعمتوں کا تذکرہ ہے لیکن حور کا اس میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ جنت کی نعمتوں میں سے وہ بھی ایک خاص نعمت ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں کئی جگہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت بی بی فاطمہؑ کی دل جوئی منظور تھی۔ اس سورے میں حور کا ذکر نہ کر کے اللہ تعالیٰ شانہٗ کو یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جو نعمت اور دولت حضرت سیدنا علیؑ کو ملی ہے۔ (یعنی حضرت فاطمہؑ) ان کے سامنے جنت کی حور کی کیا وقعت اور کیا عظمت ہے۔ اللہ اکبر کس قدر دل دہی و دل جوئی حضرت خاتون جنتؑ کی اللہ تعالیٰ کو تھی الصلوٰۃ والسلام علیکِ یا بنتَ النبیِّ علیہا السلامُ۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ حضرت خاتون جنتؑ کا ہے۔ جن کو صاحب معراج النبوۃ نے لکھا ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اثنائے وعظ میں فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہما السلام نے اپنے داماد کے جہیز میں ایک تاج دیا تھا جس میں سات سو جواہرات بے بہا ٹکے ہوئے تھے۔ یہ خبر حضرت علیؑ نے سُنی تو اس کا تذکرہ آپ نے خاتون جنتؑ سے کیا۔ آپ کے دل میں یہ بات جگہ پکڑ گئی اور یہ بھی خیال ہوا کہ شاید حضرت علیؑ کے دل میں بھی یہ خطرہ پیدا ہوا ہو گا کہ ایک وہ نبیؑ تھے جن کی دختر کی شادی میں وہ تزک و احتشام ہوا اور ایک یہ نبیؐ ہیں کہ جن کی دختر نیک اختر کی شادی ایسی سادگی سے ہوئی کہ جس میں کوئی

شان و شوکت بظاہر نہ تھی۔ حضرت خاتون جنتؑ سے اس کا کوئی ذکر زبان سے نہ فرمایا۔ جب رات ہوئی تو حضرت علیؑ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خاتون جنت ایک مرصع تخت پر جس میں ہزارہا جواہرات بے بہا جڑے ہوئے ہیں بیٹھی ہوئی ہیں اور ایک دختر نہایت حسین و جمیل دو طبق جواہرات نثار کیلئے کھڑی ہوئی ہے اور منتظر ہے کہ حضرت خاتون جنتؑ اس کی طرف توجہ فرمائیں۔ حضرت علیؑ نے حضرت خاتون جنتؑ سے پوچھا یہ دختر کون ہے؟ آپ نے ارشاد کیا یہ وہی دختر حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہے جس کے جہیز کی کیفیت تم نے میرے پدر بزرگوار سے سنی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے میری خدمت کے واسطے مقرر کیا ہے اور اُس تاج کے بدلے میں لواء الحمد ہے۔

اللہ اللہ کیا مرتبہ اور کیسا درجہ حضرت خاتونؑ جنت کا ہے۔

مولد فاطمی[1] میں لکھا ہے کہ لواء الحمد ایک عَلَم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مخصوص ہے اور قیامت کے روز یہ عَلَم حضرت سیدنا علی مرتضیٰؑ کے دست مبارک میں ہوگا اور تمام انبیاء علیہم السلام اس کے سایہ میں ہوں گے، بلندی اس علم کی ہزار سالہ راہ ہے اور قبضہ اس کا قبضۂ بیضا ہے اور سنان اس کی یاقوت احمر کی ہے اور ڈانڈا اس کی زمرد اخضر کی ہے۔ اور اس کے تین گیسو ہیں۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں، تیسرا مکہ مکرمہ میں۔ اور ہر شقے پر ایک سطر لکھی ہے ایک پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ دوسرے پر الحمد للہ رب العٰلمین۔ تیسرے پر لا الٰہ الا اللہ

[1] مصنفہ حضرت محمد اکبر داناپوری ن ۲۹

بجن الرسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا ابالحسن[1] و اولادک

اجمعین الیٰ یوم الدین۔

(۷) آیت۔ وَاَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوا مَعَ الرّٰکِعِین۔

ترجمہ۔ قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجاہدؒ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰؑ کی شان میں خصوصاً نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے حضرت علیؑ نے نماز پڑھی ہے جیسا کہ اس کتاب[2] میں حضرت علیؑ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ قَبْلَ النَّاسِ۔ یعنی پڑھی میں نے نماز حضورؐ کے ساتھ قبل لوگوں کے۔

(۸) آیت۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُوْلٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّہ

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں بیشک وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ خیر البریہ ہیں۔

---

(۹) آیت۔ الیوم اکملتُ لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (سورہ مائدہ) ترجمہ۔ آج میں نے کامل کیا تمھارے لئے دین تمھارا اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔

---

[1] یہ لقب حضرت علی مرتضیٰ کا ہے۔

[2] ازاسد الغابہ صفحہ ۵۱

مجاہدؒ سے روایت ہے کہ یہ آیت ۱۸ ذی الحجہ کو غدیر خُم میں نازل ہوئی کہ حوالی جحفہ میں واقع ہے اور شام کا میقات ہے۔ اسی مقام پر ظہر کے وقت آپ نے صحابۂ کرام کو جمع کرکے فرمایا۔

اَلَسْتُ اولیٰ بالمومنین مِنْ اَنفسِہم۔ ترجمہ۔ کیا میں تمام مسلمانوں کی جان سے اولیٰ نہیں ہوں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا بلےٰ یا رسولؐ اللہ۔ ہاں یا رسولؐ اللہ۔ پھر حضرت علیؑ مرتضیٰ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا۔

مَنْ کنتُ مولاہُ فعلی مولاہُ اللّٰھم وَالِ مَنْ والاہُ وعادَ من عاداہ۔ ترجمہ۔ یعنی جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی بھی مولیٰ ہے۔ خدایا جو علی سے دوستی کرے تو اس کو دوست رکھیو۔ اور جو ان سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ اس کے بعد ہی یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؑ کا تمام مومنین کے مولیٰ بن جانے کے بعد دین کی تکمیل ہوگئی۔ سبحان اللہ کس قدر ارفع و اعلیٰ مقام ہے حضرت مولیٰ علی مرتضیٰؑ کا۔

دہر میں آپ کی ہے شان عظیم میرے مولیٰ خدا نما ہیں آپ

یہ روایت کتاب اسداللہئی ہے اس کے مصنف سنّی المذہب ہیں۔

صاحب تفریح الاذکیا لکھتے ہیں کہ یہ آیت روز جمعہ مقام عرفات میں نازل ہوئی ہے اور یہ حدیث من کنت مولاہ غدیر خُم میں حضورؐ نے فرمایا ہے یہ حدیث اگرچہ بخاری اور مسلم میں نہیں ہے مگر اس پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ چنانچہ اس حدیث کی سماعت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو مبارکباد دی اور کہا کہ آپ ہر مومن و مومنہ کے مولیٰ ہیں۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کے علاوہ ترمذی میں بھی ہے۔

(۱۰) آیت۔ من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصّالحین وحسن اولٰئک رفیقا۔ (سورۃ النساء) ترجمہ۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرماں برداری کرتے ہیں وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے اپنا انعام کیا ہے وہ نبی ہیں، صدیق ہیں، شہید ہیں، اور نیک بخت ہیں اور انہیں کی رفاقت اچھی ہے۔

حضرت ابن عباس آیت متذکرہ بالا کی تفسیر کرتے ہوئے اس کی شان نزول یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی مرتضیٰؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ دنیا کی طرح کیا بہشت میں آپ کی زیارت نصیب ہوگی۔ آپ نے فرمایا جو کسی نبی پر اس کی امت میں سے سب سے پہلے ایمان لاتا ہے اس نبی کا رفیق ہوتا ہے اس اثنا میں یہ آیت نازل ہوئی۔ آنحضرتؐ نے حضرت علی مرتضیٰؑ کو بلا کر فرمایا کہ اللہ نے تمہارے سوال کا جواب ارشاد فرمایا ہے اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے کیونکہ تو مجھ پر سب سے پہلے ایمان لایا ہے۔ اور تو صدیق ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی[۱]

(۱۱) آیت۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم یعنی۔ دکھا ہم کو سیدھی راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے اپنا انعام کیا ہے۔ تابعین او

---

[۱] ازاسد الغابہ صفحہ ۵۲

تبع تابعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ صراط مستقیم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آلؑ کا طریقہ مراد ہے۔

(۱۲) آیت۔ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ۔ یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو ستاتے ہیں ان کو اللہ نے دنیا و آخرت میں پھٹکار دیا ہے۔ (سورۂ احزاب)

متعدد ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد آنحضرت[1] صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ریش مبارک کا بال پکڑ کر فرمایا کہ یا علی۔ اگر تجھے کوئی بال بھر بھی تکلیف دے گا تو وہ مجھے تکلیف دے گا اور جو مجھے تکلیف دے گا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو ستایا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اور اخراج کیا ابو یعلی اور برار نے حضرت سعد بن وقاص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھ کو ایذا دی۔

اور اخراج کیا حاکم نے ابن عباس سے بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا حضرت علیؑ کی طرف اور فرمایا تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے ویل اس کو جو تجھ سے بغض رکھے میرے بعد۔ یہ حدیث صحیح ہے حاکم کی رائے پر اور معنی اس کے صحیح ہیں بالاتفاق[2]۔

---

[1] از اسد اللہ

[2] از کتاب دہ مجالس

(۱۳) آیت۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورۂ احزاب) ترجمہ۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود پڑھتے ہیں پس اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور ان پر سلام پڑھو سلام پڑھنا۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ پر درود کیسے پڑھیں۔ ارشاد ہوا۔ کہو اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید اللّٰھم بارک علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم انک حمیدٌ مجید۔ (کذا لک فی البخاری)

کتاب ارشاد مرشد نے صفحہ ۱۸۷ میں یہ حدیث لکھی ہے قال[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلّٰی علیّ صلوٰۃ لم یُصلّ فیھا علیٰ اھلِ بیتی لم تقبل منہ اخرجہ الدار قطنی والبیہقی۔ ترجمہ۔ کہا ابن مسعودؓ نے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے جس نے مجھ پر درود بھیجا اور میرے اہلبیتؑ پر درود نہ بھیجا وہ قبول نہیں ہوتا۔ اخراج کیا اس کو دار قطنی اور بیہقی نے۔

اسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہ سے بھی مروی ہے۔ انہ کان یقول لو صلیت صلوٰۃ ولم اُصلّ فیھا علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمدٍ[۲] لما رایت انھا تقبل۔ ترجمہ۔ اگر میں نماز پڑھوں اور اس نماز کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] مواہب لدنیہ میں یہ حدیث ہے۔

[۲] از ارشاد مرشد صفحہ ۱۸۸

اور اُن کی اولاد پر درود نہ بھیجوں تو وہ نماز ہرگز مقبول نہ ہوگی۔

حضرت امام شافعی کا بھی یہی قول ہے کہ قعدۂ اخیر میں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آلؑ پر درود نہ بھیجا جائے نماز نہ ہوگی۔

جمہور علماء کا مسلک ہے کہ آلؑ سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ مشکوٰۃ والی حدیث میں جو درود روایت ہے اس میں لفظ آلؑ ہے۔ اگر لفظ آل سے مراد تمام دیندار اور متقی مسلمان ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نویں ہجری میں سورۂ برائت کی چالیس آئتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالہ نہ فرماتے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ نویں ہجری میں آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو امیر الحاج بناکر مکہ روانہ کیا اور سورۂ برأت کی چالیس آئتیں بھی اُن کے سپرد فرمادیں اور ہدائت کی کہ مراسم حج کے ساتھ ان آیتوں کا اعلان کر دیا جائے۔ حضرت ابوبکر کی روانگی کے بعد حضرت جبرئیل تشریف لائے اور عرض کیا کہ ان آیتوں کو آپ خود لے کر جائیے یا کسی ایسے شخص کو بھیجئے جو آپ سے نسب میں قریب ہو یعنی آپ کے اہل بیتؑ میں یا آلؑ میں ہو۔ آپ نے حضرت علی مرتضیٰؑ کو طلب فرماکر روانہ کیا اور تاکید کی کہ سورۂ برأت کی وہ آئتیں اُن سے لیکر تم لوگوں کو سُنا دیو۔ حضرت علیؑ عجلت فرماکر موضع عرج میں پہونچے اور اُن سے وہ آئتیں لے لیں۔ جب مکہ میں داخل ہوئے تو مراسم حج کے وقت

وہ آئیتں لوگوں کو سنادیں۔ الغرض صحیح مسلک یہی معلوم ہوتا ہے کہ آل سے مراد حضرت علیؑ، حضرات حسنینؑ حضرت فاطمہؑ اور ان کی باقیات الصالحات ہیں۔ حضرت امام شافعی کا رجحان بھی اسی طرف ہے عترت کے بھی وہی معنی ہیں جو آل یا اہل بیت کے ہیں۔ عرب کے لوگ عترت سے سوائے اولاد کے اور کچھ نہیں مطلب لیتے ہیں۔ یعنی جو اولاد کسی کی صلب سے پیدا ہو اور وہ نسل جو اس کے پیچھے رہے۔ اس کی عترت کہلاتی ہے۔

چنانچہ امام نوویؒ شرح مہذب میں لکھتے ہیں[1]۔

عترتہ الذین ینسبون الی محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وھم اولاد فاطمۃ۔ ترجمہ۔ یعنی آنحضرتؐ کی عترت وہ لوگ ہیں جنکی نسبت آنحضرت کی طرف جاتی ہے اور وہ جناب فاطمہؑ کی اولاد ہے۔

**ذوالقربیٰ** اس لفظ سے بھی حضرات اہل بیتؑ مراد ہیں جیسے کہ قبل قل لآ اسئلکم علیہ اجراً الاّ المودّۃ فی القربیٰ کے تحت میں بیان کیا جا چکا ہے۔ جبکہ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ وہ کون آپ کے قرابت والے ہیں جن کی محبّت کا حکم ہم کو دیا جا رہا ہے تو آپ نے فرمایا تھا کہ وہ علی، فاطمہ، حسنین ہیں علیہم السلام۔ حقیقت یہ ہے کہ عترت۔ آل۔ اور ذوی القربیٰ سے مراد وہی نفوس قدسیہ ہیں جو اہل بیتؑ ہیں۔ اور حضرت علی مرتضیٰ بھی اہل بیت ہیں بلکہ

---

[1] ازاسد اللہ

اہل بیت میں ایک درخشاں ستارے ہیں۔

(۱۴) آیت۔ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نورٍ من ربّہٖ (سورۃ الزمر) ترجمہ۔ جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہے۔

امام واحدیؒ نے اسباب نزول القرآن اور علامہ ابوالفرج ابن جوزی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی تھی۔ اس آیت کے برخلاف جن کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے نہیں کھولا بلکہ ختم اللہ علیٰ قلوبھم الخ کی تحت میں اِن کے دلوں کو اور سخت کر دیا۔ ان سے ابولہب، ابوجہل وغیرہ مراد ہیں۔

(۱۵) آیت۔ اخوانا علیٰ سُرُرٍ متقابلین (سورۃ الحجر) ترجمہ۔ قیامت کے دن بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے۔ حضرت زید بن اوفیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم جنت میں میری لختِ جگر سیّدۃ النسا فاطمہ زہراؑ کے ہمراہ میرے گھر میں میرے ساتھ رہو گے۔ کیونکہ تو میرا بھائی اور رفیق ہے اس کے بعد آپ نے آیت مذکورہ تلاوت فرمائی۔

(۱۶) آیت۔ اَم حَسِبَ الذین اجترحوا السیّات ان نجعلھم کا الذین امنوا وعملوا الصّٰلحٰت (سورہ جاثیہ) ترجمہ۔ وہ لوگ برائیاں کرتے ہیں۔ کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان کے برابر کر دیں گے جو

ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔ بُرا بیان کرنے والے لوگوں سے ولید، عتبہ، اور شیبہ مراد ہیں۔ اور ایمان لانے والے اور نیک کام کرنے والوں سے حضرت علیؑ، حضرت حمزہ، حضرت ابو عبیدہ مراد ہیں۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؑ، حضرت حمزہ، حضرت ابو عبیدہ سے ولید و عتبہ کا آمنا سامنا ہوا۔ مؤخر الذکر ہم نسب ہونے کی وجہ سے برابری اور زیادتی دولت کی وجہ سے بڑائی کا دم بھرنے لگے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۷) آیت۔ یا ایھا النّبیّ حسبک اللہ و من اتّبعک من المؤمنین (سورۂ انفال) ترجمہ۔ اے نبیؐ تجھ کو کافی ہے اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا مومنین سے تمام مفسرین متفق ہیں کہ مَنِ اتبعک سے حضرت علیؑ مراد ہیں۔

(۱۸) آیت۔ واذا لقوا الّذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلوا الیٰ شیاطینھم قالوٓا انّا معکم انّما نحنُ مُستھزءُونَ۔ (سورۃ البقر) ترجمہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب وہ لوگ (منافق) ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لائے ہیں تو یہ منافقین کہتے ہیں ہم بھی ایمان لے آئے ہیں۔ لیکن جب وہ اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اُن سے تو ہم صرف مخول کرتے ہیں۔ یہ آیت حضرت علیؑ اور چند اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول مفسرین نے اس طرح

---

لے ازالۃ الخفا۔

بیان کیا ہے کہ ایک دن مدینہ منورہ کا مشہور منافق عبداللہ بن ابی اپنے دوستوں کے ساتھ آرہا تھا کہ راستے میں حضرت علیؑ اور چند صحابیوں کو آتے ہوئے دیکھ کر اپنے دوستوں سے کہنے لگا کہ دیکھو ان بیوقوں کو کیسا بناتا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت علی مرتضیٰؑ کا دست مبارک پکڑ کر آپ کی توصیف کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ نفاق کو چھوڑ دے اور اللہ سے خوف کر۔ وہ کہنے لگا کہ یا علیؑ میرا ایمان تو آپ کے ایمان کی طرح ہے۔ میں پکّا ایمان دار ہوں۔ حضرت علی مرتضیٰؑ ہاتھ چھوڑ کر آگے چلے گئے۔ پھر عبداللہ منافق اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ تم نے دیکھا؟ میں نے کس طرح ان لوگوں کو اپنے ایمان کا یقین دلایا۔ اس کے دوستوں نے اس کی تعریف کی۔ اِدھر اللہ تعالیٰ نے بذریعۂ وحی اس کی قلعی کھول دی۔ اور یہ آیت مذکورۂ بالا نازل ہوئی۔

(۱۹) آیت۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ۔

حضرت ابن سلامؓ نے جب یہ آیت سُنی تو کہا کہ رضینا باللہ وبرسولہ وبالمومنین اولیاء۔ اکثر تفاسیر[۱] میں ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰؑ کی شان میں ہے۔ اور سبب نزول اس کا یوں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ طیبہ سے مسجد میں تشریف لائے وہاں اصحاب رسول اللہ عبادت میں مشغول تھے۔ کوئی قیام میں تھا کوئی رکوع و

[۱] احکام نماز صفحہ ۹۰ مصنف حضرت محمد اکبر داناپوری داز اسد اللہ۔

وسجود کی حالت میں تھا۔ آپ کی نظر ایک سائل پر پڑی۔ آپؐ نے پوچھا
کہ کسی نے تجھے کچھ دیا؟ اس نے ایک انگوٹھی دکھائی کہ یہ مجھے ملی ہے آپ نے
دریافت کیا کہ یہ کس نے دی؟ سائل نے حضرت علی مرتضیٰؑ کی طرف اشارہ کیا
اور آپ اس وقت حالت رکوع میں تھے۔ پھر آپ نے پوچھا کس حالت
میں یہ انگوٹھی دی؟ اس نے عرض کیا اَعطانی وَھُوَ رَاکِع" یعنی رکوع
کی حالت میں دی۔ آپؐ نے تکبیر پڑھی اور اس آیت کی تلاوت فرمائی
جو اسی وقت نازل ہوئی تھی۔ اس واقعہ کو حضرت ابوذر غفاری
رضی اللہ عنہ نے بھی بیان فرمایا ہے۔ حضرت حسّان بن ثابت جو مشہور
شاعر تھے اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی کھڑے تھے
جنھوں نے فی البدیہ یہ اشعار پڑھے۔[1]

ابا حسن تفدیک روحی ومھجتی — وکل بطئ فی الھدی ومسارع
فَانتَ الذی اعطیتَ اِذ کنتَ راکِعًا — فدتک نفوس الخلق یا خیر راکع

ترجمہ۔ اے ابوالحسنؑ تجھ پر میری جان اور روح قربان ہو۔ اور ہر وہ شخص جو ہدایت
میں تیزی کرنے والا ہے۔ پس وہ تو ہے۔ کہ رکوع کی حالت میں تو نے بخشش کی ہے اے
رکوع کرنے والوں سے بہتر۔ خلق کی جان تجھ پر سے فدا ہو جائے۔

(۲۰) آیت ۔ کَمِشکوٰۃٍ فِیھَا مِصبَاح"۔ الخ

حضرات امام حسنین علیہم السلام اس آیت کی اس طرح تفسیر بیان
فرماتے ہیں کہ چراغ دان سے مراد جناب سیدۃ النسا حضرت بی بی فاطمہؑ

---

[1] ازاسد الغابہ صفحہ ۵۸

ہیں۔ اور شجرہ مبارک سے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں لا شرقیۃ ولا غربیۃ سے یہ مراد ہے کہ جناب سیدہؑ نہ تو یہودی تھیں اور نہ نصرانی اور نور علیٰ نور کا یہ مطلب ہے کہ۔ ان سے امام کے بعد امام پیدا ہوتا رہے گا۔

(۲۱) آیت۔ یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقۃ ذالک خیر لکم۔ ترجمہ۔ اے ایماندار جس وقت تم رسولؐ سے کوئی راز کہو تو بیان کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دے لیا کرو۔ کیونکہ راز کہنے سے پہلے صدقہ دینا تمھارے حق میں بہتر ہے۔

اس آیت کا نام آیت نجویٰ ہے۔ اس کا حکم اگرچہ منسوخ ہو چکا مگر اس کے استحباب میں کسے شبہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ اس آیت کے مطابق نہ تو مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا ہے اور نہ کوئی میرے بعد کرے گا۔ میں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھید کی بات پوچھتا تھا تو پہلے ایک دینار صدقہ دے لیا کرتا تھا۔

(۲۲) آیت۔ واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمھاجرین (سورۃ الاحزاب) ترجمہ۔ اور قرابت والے بعض بعض سے نزدیک ہیں خدا کی کتاب میں مومنین اور مہاجرین میں سے۔

حضرت ابن[۱] عباس سے مروی ہے کہ اس آیت میں جن کا ذکر ہے وہ جناب علی مرتضیٰؑ ہیں جو مومن مہاجر اور صاحب قرابت تھے۔

---

[۱] از اسد اللہ صفحہ ۶۲

(۲۳) آیت۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللہِ جَمِیعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (سورہ آل عمران) سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لو۔ اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے[1] فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی ہم اہل بیتؑ ہیں۔ جس کو مضبوطی سے پکڑنے کا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے۔ یعنی وہ ہماری تابعداری کریں اور ہماری اطاعت سے منحرف ہو کر آپس میں تفرقہ نہ ڈالیں۔

(۲۴) آیت۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَشْرِی نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللہِ وَاللہُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ (ترجمہ۔ اور بعض لوگوں میں سے وہ ہیں جو اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے بیچتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر شفقت کرنے والا ہے۔

یہ آیت بھی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس کی تفصیل اسی کتاب میں لکھی جا چکی ہے۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہؐ سے مدینہ ہجرت فرما رہے تھے۔ اور آپ نے بستر مبارک پر حضرت علی مرتضیٰؑ کو سلایا تھا۔ اسی واقعہ کی طرف حضرت حسّان بن ثابت شاعر رسول اللہؐ نے اپنے اشعار میں اشارہ کیا ہے۔ وہ[2] یہ ہیں۔

من کان بات علی فراش محمدؐ — ومحمدؐ اسری نحو الغار

---

[1] ازاسد اللہ

[2] ازاسد اللہ

ومن کان فی القرآن سمی مؤمناً فی تسع آیات تلین عداد

ترجمہ۔ اس کے سوا اور کون شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سویا ہے جب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم راتوں رات بجانب غار (ثور) تشریف لے جا رہے تھے اس کے سوا اللہ تعالیٰ نے کس کو قرآن مجید کی نو آیات میں مؤمن کہا ہے جس کو تو رکوع و سجود میں پڑھتا ہے۔

راقم ظفر سجاد ناظرین کرام کی خدمت میں التماس کرتا ہے کہ ان کے علاوہ اور بہت سی آیتیں آپ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ جن کو صرف بہ خوف طوالت ہم نظر انداز کر کے انھیں متذکرہ بالا آیات پر اکتفا کر رہے ہیں اور اب ہم وہ احادیث اور اقوال صحابہ و اعمال آئمہ و محدثین درج کرتے ہیں۔ جو آپ کی یا اہل بیتؑ کی شان میں وارد ہیں۔

## احادیث و اقوال صحابہؓ و اعمال آئمہؒ فضائل میں حضرت علی مرتضیٰؓ کے

(۱) عَنْ زَیدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ رواہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔ ترجمہ۔ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک جس کا میں مولیٰ ہوں علیؓ بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ روایت کی اس کو احمد اور ترمذی نے۔

یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وداع سے واپس ہوتے ہوئے غدیر خم کے قریب صحابہ کو جمع کر کے فرمایا تھا۔ پھر اس کے بعد ہی

ارشاد فرمایا۔

(۲) اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ۔ ترجمہ۔ خدایا جو علیؑ سے دوستی کرے تو اس کو دوست رکھیو اور جو ان سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ

اسی موقع پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت علیؑ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کو مبارکباد دی تھی کہ آپ ہم تمام مسلمانوں کے مولیٰ بن گئے۔ اس کا تذکرہ الیوم اکملت لکم دینکم کی آیت کے سلسلہ میں آ چکا ہے۔

(۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ۔ فرمایا آنحضرتؐ نے علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔

یعنی علیؑ کا کمال مجھ سے ہے اور میرا کمال علیؑ کے سبب سے عالم میں ظاہر ہوگا اور باقی رہے گا۔ اور میری نسل انہی سے چلے گی۔

(۴) اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کے دروازہ ہیں۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میرا تقرب بلا تقرب علی مرتضیٰؑ کے کسی کو حاصل نہ ہوگا۔ ایک طویل حدیث کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ کے متعلق ان الفاظ میں فرمایا ہے

(۵) ھٰذا اخی وابن عمی وختنی ھٰذا لحمی ودمی وشعری۔ ترجمہ۔ یہ میرے بھائی ہیں۔ میرے چچا کے بیٹے ہیں۔ میرے داماد ہیں۔ یہ میرے گوشت، میرے

---

۱؎ از تفریح الاذکیا صفحہ ۳۹۵

خون ، میرے شعر ہیں۔

ایک اور حدیث میں آپ کے متعلق فرمایا۔

(۶) من احبّ علیّا فقد احبنی ومن ابغض علیا فقد ابغضنی من اطاعت فقد اطاعنی ومن اطاعنی فقد اطاعت اللہ ومن عصاک فقد عصانی انت منی وانا منک۔ ترجمہ۔ جو علیؑ کو دوست رکھے مجھے دوست رکھے جو علیؑ سے بغض رکھے مجھ سے بغض رکھے (اے علیؑ) جو تمھاری اطاعت کرے تو وہ میری اطاعت کرے اور جو میری اطاعت کرے تو وہ اللہ کی اطاعت کرے۔ جو تمھاری نافرمانی کرے، تو وہ میری نافرمانی کرے، تم میرے ہو اور میں تمھارا ہوں۔

ابتدا میں جب مدینہ طیبّہ میں مسجد نبویؐ تیار ہوئی تو بعض مہاجرین کے مکانوں کے دروازے مسجد نبوی کی جانب تھے۔ اگر ان کو باہر جانا ہوتا تھا تو مسجد میں سے گذر کر جانا پڑتا تھا۔ ہر وقت آنے جانے والوں کی کثرت رہتی تھی جو جس حالت میں ہو مسجد میں داخل ہو جاتا تھا اور یہ مسجد کے ادب و احترام کے منافی تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبیؐ اور ان کے اہل بیتؑ کے سوا جس میں حضرت علیؑ بھی ہیں باقی تمام اصحاب کے دروازے جو مسجد کی طرف تھے بند کرا دیے۔ چنانچہ اسی سلسلے میں چند احادیث ہیں جو درج کی جا رہی ہیں۔ جن سے بڑی فضیلت حضرت علی مرتضیٰؑ اور اہل بیتؑ کی ثابت ہوتی ہے۔

(۷) عن سعد[1] ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بابواب

---

[1] از اسد اللہ

فسدت وترك باب علی ما نالا العباس فقال یا رسول اللہ سددت ابوابنا و ترکت باب علی فقال ما انا سددتھا ولکن اللہ سدھا

ترجمہ۔ حضرت سعد بن وقاص روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے دروازوں کو جو مسجد نبویؐ کی طرف تھے بند کر دینے کا ارشاد فرمایا لیکن جناب علیؑ کے گھر کے دروازہ کو بند نہ کرایا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خدمت نبویؐ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہؐ آپ نے جناب علیؑ کے دروازے کو بند نہیں کرایا لیکن ہمارے دروازوں کو بند کرا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ مطابق حکم الٰہی کے ہے۔

(۸) عن زید بن ارقم قال لنفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابواب شارعۃ فی المسجد فقال یوما سدوا ھذہ الابواب الا باب علی قال فتکلم فی ذالک اناس فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ واثنی علیہ قال اما بعد فانی امرت بسد ھذہ الابواب غیر باب علی فقال فیہ انی واللہ ما سددت شیئا ولا فتحتہ ولکن امرت بشیٔ فاتبعتہ۔ ترجمہ۔ حضرت[1] زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابیوں میں سے چند اصحابیوں کے دروازے آمد و رفت کے لئے مسجد نبوی میں تھے۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔ سب لوگ سوائے

---

[1] از اسد اللہ صفحہ ۱۰۶

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اپنے دروازے مسجد میں سے بند کر دیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے۔ اور خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے نہ تو کسی کے دروازے کو بند کرایا ہے اور نہ کھولا ہے میں نے وہی کیا ہے جس کا حکم مجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

اسی سلسلے میں ایک تیسری حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

(۹) حرب بن مالک حضرت سعد بن وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مکہ معظمہ میں جا کر سعد بن ابی وقاص سے پوچھا۔ کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کوئی منقبت بیان فرمائیں۔ انھوں نے فرمایا کہ ہم سب مسجد نبویؐ میں رہا کرتے تھے۔ ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ سوا جناب علیؑ کے اور آپ کی آلؑ کے باقی سب لوگ مسجد سے نکل جائیں۔ چنانچہ ہم سب نے تعمیل حکم کی۔ صبح کو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے اپنے چچا اور دیگر صحابہ کو تو مسجد سے نکال دیا ہے۔ لیکن اس لڑکے (علیؑ) کو رکھ لیا ہے۔ تب آپ نے فرمایا۔ ما انا امرت باخراحکم ولا با مکان ھٰذا الغلام ان اللہ ھو امر بہ۔ یعنی۔ میں نے اپنی طرف سے تمھارے نکل جانے اور اس لڑکے (علیؑ) کو رہنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ خدا نے اس کا حکم فرمایا ہے۔

(۱۰) حضرت ام المومنین ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ میری مسجد ہر حائضہ عورت اور ہر جنب والے مرد پر

حرام ہے مگر مجھ پر اور اہل بیتؑ پر اس حالت میں داخل ہونا حرام نہیں ہے۔ یہی حکم ہر ایک مسجد کی نسبت ہے۔ اللہ نے اہل بیتؑ کو بہر حال پاک و طیب پیدا کیا۔ آیت تطہیر انھیں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۱) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا اور تو نے میری تصدیق کی۔ یہی روایت حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہما کی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے کہ ایمان لانے میں حضرت علیؑ سب مومنوں سے افضل ہیں حضرت امام ابو حنیفہؒ کا بھی یہی مسلک ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی مرتضیٰؑ مشرف باسلام ہوئے۔ اسی کتاب میں عہد طفلی کے واقعہ کے سلسلہ میں حضرت عفیف کندیؓ کی بھی ایک روایت لکھی جا چکی ہے جس سے ثابت ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے بعد مردوں میں سب سے پہلے حضرت علی مرتضیٰؑ ایمان لائے۔ ایک اور حدیث حضرت ابن عباس کی ہے۔

(۱۲) عن ابن عباس، قال کان علی اول من اسلم بعد خدیجۃ وقال ابو عمر ھٰذا حدیث صحیح الاسناد لامطعن فی روایۃ لاحد۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ اور ابو عمر

---

ؑ از اسد اللہ۔

فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں۔ اور کسی کو اس کی روایتوں میں طعن کی گنجائش نہیں ہے۔

(۱۳۴) مروی ہے مسند الفردوس[1] دیلمی میں سیّد امام ابو القاسم نے حضرت معاذ بن جبل سے بیان کیا ہے اپنی تاریخ میں اور سند کے ساتھ پہونچایا ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پانچ سجدے کئے بغیر رکوع کے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ سجدے کئے آپ نے بلا رکوع آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا یا محمدؐ بے شک اللہ دوست رکھتا ہے علیؑ کو تو میں نے سجدہ کیا۔ پھر انھوں نے کہا کہ اللہ دوست رکھتا ہے فاطمہؑ کو تو میں نے سجدہ کیا۔ پھر کہا اللہ دوست رکھتا ہے حسنینؑ کو تو میں نے سجدہ کیا۔ پھر کہا کہ اللہ دوست رکھتا ہے اس کو جو ان کو دوست رکھتا ہے۔ اور اُن سے محبّت رکھتا ہے۔ تو سجدہ کیا میں نے۔ پھر کہا اللہ دوست رکھتا ہے اس کو جو اُن کے محبّوں کے ساتھ محبّت کرتا ہے۔ تو سجدہ کیا میں نے۔ اسی طرح ہے کنز العباد وغیرہ کتب فقہ کے باب سجدۂ شکر میں۔

اس روایت سے کس درجہ محبوبیت ان شفیعان روزِ محشر کی ثابت ہوتی ہے کہ وہ ایسے اللہ کے محبوب اور برگزیدہ ہیں کہ ان کے دوستوں کو اور دوستوں کے دوستوں کو بھی اللہ تعالیٰ

---

[1] از دہ مجالس

محبوب کرلیتا ہے۔ یا اللہ مجھے بھی ان کے دوستوں کے زمرہ میں داخل فرما۔

ایمان من محبت آل محمدؐ است    جانم فدائے خاک رہِ مرتضیٰ علیؑ

(۱۴) اخراج[1] کیا ابویعلی اور بزار نے حضرت سعد بن وقاص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے علیؑ کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

(۱۵) حضرت ابوسعید[2] خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم منافق کو حضرت علیؑ کرم اللہ کی عداوت سے پہچانتے تھے۔

(۱۶) حضرت عمر[3] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب علیؑ ہم سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں۔

(۱۷) حضرت ابن مسعود[4] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی معاملہ میں ہم نے حضرت علیؑ سے استفسار کیا تو ہمیشہ آپ نے جواب باصواب دیا اور تسلی ہو جایا کرتی تھی۔

(۱۸) حضرتِ عائشہ[5] صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرتِ علیؑ سے بڑھ کر سنت نبویؐ کا واقف اور کوئی شخص نہیں ہے۔

---

۱ ازکتاب دہ مجالس

۲ از اسداللہ صفحہ ۹۰

۳ از اسداللہ

۴ از اسداللہ

۵ از اسداللہ و تعریخ الاذکیا صفحہ ۳۸۴

(۱۹) حضرت عبد اللہ ابن عباس[1] فرماتے ہیں کہ عشرۂ بشرہ میں حضرت علیؑ کو بہ سبب قدامت اسلام و دامادی خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلّم اور بوجہ کمال جرأت و سخاوت کے سب پر فضیلت حاصل ہے۔

(۲۰) مستدرک حاکم میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ[2] وسلم نے فرمایا النظر الی وجہ علی عبادۃ۔ ترجمہ۔ علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

(۲۱) حضرت[3] عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ میرے باپ فرماتے تھے کہ علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

(۲۲) صواعق میں ہے کہ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ اہلبیتؑ رسالت علیہم السلام پانچ چیزوں میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ مساوی ہیں۔ اوّل سلام میں ان کو شریک کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے نماز میں السّلام علیك ایھا النبیّ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے تو قرآن پاک میں آنحضرتؐ کی آلؑ کے حق میں فرمایا سلام علیٰ آل یٰسین (یہ بھی قرأت ہے) مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس سے مراد حضورؐ کی آلؑ ہیں۔

---

[1] از اسد اللہ

[2] از تفریح الاذکیا صفحہ ۳۸۶ جلد دوم۔

[3] از اسد اللہ۔

دوسری صلوٰۃ آنحضرتؐ پر اور اہل بیتؑ پر یہ دونوں حضرات پر صلوٰۃ ماموربہ ہے۔

تیسری طہارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا طٰہٰ یعنی طاہر۔ اور اہل بیتؑ کے حق میں فرمایا ویطہرکم تطھیرا یعنی پاک کرے تم کو اللہ پورا پاک کرنا۔

چوتھے تحریم صدقہ ہیں۔ یعنی صدقہ آنحضرتؐ اور آپ کے اہلبیتؑ دونوں پر حرام ہے۔

پانچویں محبت میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور ارشاد کیا اہل بیتؑ کے حق میں قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ یعنی حضورؐ کے اہل قرابت کی محبت کو اس آیت میں مسلمانوں پر فرض کیا۔

(۲۳) حضرت ابی سعید خدری سے مروی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہم اہل بیتؑ میں سے کوئی بغض نہیں رکھے گا۔ مگر خدا اس کو جہنم میں ڈالے گا یہ روایت کیا اس کو حاکم نے اور کہا۔ مسلم کی شرح کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے۔

(۲۴) ترمذی میں حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خداؐ نے کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جب تک تم ان دونوں کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ ایک

کتاب اللہ ہے۔ دوسری میری عترت ہے۔[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اوصاف وفضائل اس قدر ہیں کہ سب کو تحریر میں لانا بہت مشکل ہے حضرت ابن عباس ایک موقع پر آپ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم حضرت علی بن ابی طالب چودھویں[1] رات کے چاند۔ جنگل کے شیر ببر۔ موج مارنے والے دریا۔ اور صبح کے۔ برستے ہوئے ابر کے مشابہ تھا۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے آپ کی شہادت کے بعد کوفہ کی جامع[2] مسجد میں اثنار خطبہ میں فرمایا تھا کہ اے لوگو آج تم میں سے ایسا شخص جدا ہوگیا ہے کہ مثل اُس کے علم وعمل میں نہ اگلوں میں کوئی تھا نہ پچھلوں میں کوئی ہوگا۔ یہ مستدرک حاکم میں بسند صحیح ہے۔

# حضرت علی مرتضیٰؓ کا علم

آپ فطرتاً ذکی الطبع تھے۔ بچپن ہی سے طبیعت کا رجحان حصول علم وفنون کی طرف تھا آپ کی تعلیم وتربیت خاص سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہوئی۔ جس کی برکت سے استعداد علمی اور ذہانت وقابلیت اعلیٰ درجہ

---

[1] ازالۃ الخفا صفحہ ۹۹

[2] از تفریح الاذکیا ج دوم صفحہ ۵۱۰

کی ہو گئی۔ کوئی علم ایسا نہ تھا کہ جس میں آپ کو عبور حاصل نہ ہو۔ آپ کے تبحرِ علمی کو دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنَّا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ اس حدیث کا مطلب واضح ہے کہ جو علم حاصل کرنے کا خواہش مند ہے اس کو پہلے حضرت علیؑ سے استفادہ کرنا چاہیئے۔ جب تک آپ آستانے کے آگے سرِنیاز خم نہ کرے گا علمِ الٰہی سے مستفید نہیں ہو سکتا۔

آپ علم میں تمام صحابہ پر فضیلت رکھتے تھے جس کی دلیل میں یہ حدیث کافی ہے۔

عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم اُمتی بعدی علی بن ابی طالب۔ یعنی حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہؐ نے میرے بعد سب سے زیادہ علم والا علی بن ابی طالبؑ ہے اور ایسا ہونا بھی لازمی تھا۔ اس لیے کہ آپ کے اتالیق اور نگراں تمام کائنات سے برگزیدہ اور مکمل انسان تھے۔ آپ کو ہر وقت بارگاہ رسالتؐ میں حضوری حاصل تھی جو دوسرے صحابہ کو نصیب نہ تھی۔ یہی سبب ہے کہ تمام حکماء و عقلاء آپ کے اقوال اور تدبّر پر انگشت بدنداں ہیں۔

بخوفِ طوالت مختلف علوم و فنون میں آپ کی دستگاہ تامّہ کا مختصر ذکر ہم اس کتاب میں کر رہے ہیں۔

# علم القرآن

آپ حافظ قرآن تھے۔ اور ترتیب نزول کے مطابق اس کو جمع فرمایا تھا۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ۔

"حضرت جناب علی علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے قرآن مجید کو جمع کر کے خدمت نبویؐ میں پیش کیا۔"

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؑ سے فرماتے ہوئے سُنا کہ اے علیؑ تم خدا کے کلام میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہو۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اس علم میں پورے ماہر تھے۔ سب سے بڑھ کر حضرت اُم سلمہؓ کی حدیث اس کی مؤید ہے۔

عن اُمّ سلمہ قالت سمعت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علیؑ مع القرآن والقرآن مع علی لا یتفرقان حتیٰ یردا علی الحوض الکوثر۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ علیؑ قرآنؐ کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں آپس میں ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر وارد

---

لہ ازالۃ الخفاء صفحہ ۱۲۷

نہ ہوجائیں۔ اس کو متعدد راویوں نے روایت کیا ہے اور اس کے اسناد بھی صحیح ہیں۔[1]

## عِلم اُلقرات

اس علم میں بھی آپ یکتائے زمانہ تھے۔ قاری ابو عبد الرحمان السلمی رض[1] جن کو جملہ ائمہ قراتِ اُستاد مان کر ان سے سندیں حاصل کرتے تھے وہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے علم قرائت میں ایسا ماہر نہیں دیکھا جیسے کہ حضرت علی مرتضیٰ رض تھے۔

## "علم تفسیر"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، جن کو جملہ مفسرین رئیس المفسرین اور عمدہ مترجم القرآن مانتے ہیں وہ حضرت علی مرتضیٰ[1] ہی کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو کوئی بات حضرت علی[2] سے معلوم ہوجاتی، تو پھر کسی اور سے تحقیق کی حاجت باقی نہ رہتی تھی کیونکہ ہمارے قلوب آپ کے فرمان اور شرح سے مطمئن ہوجاتے تھے ابن اسعد اور ابو الطفیل نے روایت کی ہے کہ کوئی آیت ایسی نہیں ہے

---

[1] ازالۃ الخفا صفحہ ۱۲۸

[2] ازالۃ الخفا۔

جس کا شان نزول آپ کو نہ معلوم ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید سات حرفوں پر نازل ہوا ہے اور ہر حرف کا ظاہر و باطن ہے اور حضرت علی مرتضیٰؑ اس کے ظاہر و باطن کو جانتے ہیں۔ قرآن مجید عرب کی سات بولیوں میں نازل ہوا ہے۔ پہلی قریش کی بولی دوسری ہذیل کی بولی تیسری ہوازن کی چوتھی یمن کی پانچویں طے کی چھٹی ثقیف کی ساتویں بنی تمیم کی۔[1]

پبلشر
سید ابن حسین نقوی عفی عنہٗ
آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ



[1] از مشارق الانوار صفحہ ۶۹

# تراجم قرآن پاک

کلامِ الٰہی کے حقائق و معارف کو تمام اقوامِ عالم تک پہونچانے کے سلسلے میں سرِدست اُردو میں ہر پارے کا ترجمہ مع حواشی شائع ہو رہا ہے اب تک سات پاروں کے ترجمے شائع ہو چکے اور آٹھویں پارے کا ترجمہ زیرِ تیاری ہے۔ اور انشاء اللہ وہ بھی آخر ۱۹۶۷ء میں شائع ہو جائے گا قیمت فی پارہ پچاس پیسے علاوہ خرچ ڈاک کے، ان تراجم کی اشاعت کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے اگر صاحبانِ خیر توجہ فرمائیں تو جلد ہی اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچایا جا سکتا ہے۔ جن حضرات کو منعمِ حقیقی نے توفیق دی ہے وہ اپنے مرحومین کے ارواح کو ایصالِ ثواب کیلئے ایک ایک پارے کی اشاعت کا خرچہ جو تقریباً دو سو روپیہ ہوتا ہے مرحمت فرما کر ماجور ہوں۔ دیگر افرادِ ملّت جزو رقم سے بھی امداد فرما کر اپنے مرحومین کے لئے ایک خیرِ جاری کا سلسلہ قائم کر سکتے ہیں۔

الداعی الی الخیر

سیّد ابن حسین نقوی عفی عنہٗ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ ۳

# حسینی فنڈ
## امامیہ مشن، لکھنؤ

اس فنڈ کے معطیان کو ان کی رقم عطیہ سے بعد منہائی اخراجات ڈاک، دوگنی قیمت کے رسائل واقعہ کربلا سے متعلق، اردو، ہندی یا انگریزی یا جس زبان میں مطلوب ہوں محرّم سے قبل ہی بذریعۂ ریلوے پارسل یا رجسٹرڈ پوسٹ سے ارسال کر دیے جاتے ہیں، اور وہ خود ہی اپنے وہاں یوم عاشورہ اس لٹریچر کو برادران وطن میں مفت تقسیم کرتے ہیں اور اس طرح ہمارے وطنی بھائی بھی کربلا کی عظیم قربانیوں اور اس کے پس منظر سے باخبر ہو کر اسلام حقیقی سے متعارف ہو رہے ہیں تمام برادران ایمانی کا فریضہ ہے کہ اس اہم دینی مقصد کے سلسلہ میں اپنے اس مشن کی کسی ممکن امداد سے دریغ نہ کریں اور حسینی فنڈ میں اپنے گرانقدر عطیات سے امداد فرما کر عند اللہ و عند الرسولؐ ماجور ہوں اس فنڈ میں چھوٹی سے چھوٹی رقم بھی شکریہ کے ساتھ قبول کی جاتی ہے

الداعی الی الخیر

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ،

آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ ۳

# تاریخ اسلام

ہمارے بزرگوں کو جو ابتدا ہی سے سیاسی طاقتوں کے ظلم و جور کا نشانہ بنے رہے اس کا موقع ہی کہاں ملا کہ وہ تاریخ اسلام کو اس کے اصلی خد و خال میں دُنیا کے سامنے پیش کر سکتے، ان کا یہی کارنامہ حیرت انگیز ہے کہ وہ ہمارے لئے عقائد و احکام شرعیہ کو جو شیعی علم کلام اور فقہ جعفری کی صورت میں محفوظ کر گئے، اس اہم دینی ضرورت کی طرف بھی آپ کے مشن نے توجہ شروع کر دی ہے اور اب تک اس کے دو حصے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں سے پہلے حصہ میں آنحضرتؐ کے ہجرت تک کے حالات ہیں۔ اور دوسرے حصہ میں غزوۂ احد تک کے حالات درج ہوئے ہیں، مزید حصص کی اشاعت افراد ملت کی توجہ اور امداد پر منحصر ہے۔ توسیع ممبری عطایا اور خریداری کتب و رسائل کے ذریعہ اپنے اس واحد مشن کو تقویت پہونچایئے تاکہ وہ اس اہم دینی ضرورت کو بھی پایۂ تکمیل تک پہونچا سکے۔

الداعی الی الخیر

سیّد ابن حسین نقوی عفی عنہٗ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ ۳

# تراجم قرآن پاک

کلام الٰہی کے حقائق و معارف کو تمام اقوام عالم تک پہنچانے کے سلسلہ میں سردست اُردو میں ہر پارہ کا ترجمہ مع حواشی شائع ہو رہا ہے۔ اب تک آٹھ پاروں کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ اور نویں پارے کے ترجمہ کی کتابت عنقریب شروع ہونے والی ہے۔ قیمت فی پارہ پچاس پیسے علاوہ صرفہ ڈاک ہے۔ ان تراجم کی اشاعت کی رفتار تیز کرنے کے لئے اگر صاحبانِ خیر توجہ فرمائیں تو جلد ہی اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ جن حضرات کو اُس منعم حقیقی نے توفیق عطا کی ہے وہ اپنے مرحومین کی ارواح کو ایصالِ ثواب کے لئے ایک ایک پارہ کی اشاعت کا صرفہ جو تقریباً دو سو روپیہ ہوتا ہے مرحمت فرما کر ماجور ہوں۔ دیگر افراد جزوی رقم سے بھی امداد فرما کر اپنے مرحومین کے لئے ایک خیر جاری کا سلسلہ قائم کر سکتے ہیں۔

الداعی الی الخیر

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ ۳